مشاہدات و تاثرات

"امریکہ میں اشاعت اسلام۔ اسباب و اثرات

ڈاکٹر محمد اکرم رانا☆

امریکہ میں اسلام اور مسلمانوں کی صورت حال اگرچہ پیچیدہ ہے مگر انتہائی حوصلہ افزاء ہے۔ حالات تیزی سے بدل رہے ہیں اور اسلام تیزی سے لوگوں کی زندگی میں داخل ہو رہا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۹۹۰ء کے ابتدائی سالوں میں یہاں مسلمانوں کی تعداد سات ملین ہو چکی ہے۔ اسی طرح ایک اندازے کے مطابق ۲۰۱۵ تک امریکہ میں اسلام جو اب تیسرا بڑا مذہب ہے دوسرے بڑے مذہب کی جگہ لے لے گا۔ جہاں تک مساجد اور اسلامک سنٹر کا تعلق ہے ان کی تعداد ۸۴۳ ہے۔ اسلامی سکولوں کی تعداد ۱۶۵ اور ایسوسی ایشنوں کی تعداد ۴۲۶ ہے۔

ایڈورڈ سعید کے مطابق اسلام کے بارے میں مستشرقین ایک تعصبانہ سوچ کے مالک رہے ہیں یہ تعصبانہ سوچ یورپ سے ایک علمی لہر کی شکل میں اٹھی اور اس نے ۱۹۴۰ء کے بعد امریکہ کی سیاسی سوچ پر بھی غلبہ حاصل کر لیا۔ جس کے نتیجہ میں امریکہ میں عرب شیوخ کو خصوصاً ایک غیر پسندیدہ اور فرضی کرداروں کی شکل میں پیش کیا گیا اور مسلمانوں کو عموماً ایک غیر مہذب، غیر ترقی یافتہ قوم قرار دیا گیا۔ ان کے لئے Fundamentalists (بنیاد پرست) Terrorists (دہشت گرد) Phonatics (جنونی) وغیرہ کی اصطلاحات استعمال کی جانے لگیں۔

۱۹۹۳ء کے اوائل میں جب World Trade Centre میں بم کا دھماکہ ہوا تو میڈیا نے تمام مسلمانوں کو مورد الزام ٹھہرایا۔ اس تعصب نے امریکہ کے رہنے والے مسلمانوں میں

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی، ملتان

مذہبی تشخص کا جذبہ پیدا کیا چنانچہ اشاعت اسلام کے لیئے مختلف ادارے تنظیمیں اور سوسائٹیاں معرض وجود میں آئیں۔ اس صورت حال کے سبب اب خود امریکی اسکالر اس بات کی طرف خاصی توجہ دے رہے ہیں کہ امریکہ میں اسلام یا مسلمانوں کا مستقبل کیا ہوگا۔ اس سلسلہ میں دو خواتین پروفیسرز کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے جنہوں نے اس سلسلہ میں خاصا کام کیا ہے۔

ایوان حداد (Yvonne Haddad) ایک عرب نژاد عیسائی خاتون ہیں۔ امریکہ کی Messachlisstts یونیورسٹی میں عربی اور اسلامیات کی پروفیسر ہیں۔ انہوں نے تفصیل سے اس مضمون پر کام کیا ہے اور امریکہ میں مسلمانوں اور اسلام پر اتھارٹی کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔ ان کی درج ذیل دو کتابیں اہمیت کی حامل ہیں۔

1- *The Muslims of America*

2- *Islamic Values in the U.S.*

ڈاکٹر غزالہ وب (Ghazalah Webb) نے بھی ایک کتاب *Islam and Muslim in America* کے نام سے لکھی۔ یہ کتاب تصوف کے حوالہ سے لکھی گئی ہے۔ ان کتابوں اور دیگر ماخذ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جہاں اسلام، تاریخی، سماجی، علمی اور سیاسی میدان بھی امریکی کلچر کو متاثر کر رہا ہے وہاں امریکی سیاست بھی مسلمانوں کے ذہن کو ایک نیا رخ ایک نئی سوچ ایک نیا انداز فکر اپنانے پر مجبور کر رہی ہے۔ ذیل میں ہم ان عوامل کا تفصیلی ذکر کریں گے جو امریکہ میں اشاعت اسلام کا سبب بن رہے ہیں۔

تارکین وطن

ایک رپورٹ کے مطابق اٹھارہویں صدی کے شروع میں امریکہ میں مسلمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔ ان کا تعلق زیادہ تر مشرق وسطی کے ممالک فلسطین، شام، اردن اور لبنان سے تھا۔ ان میں سے بیشتر لوگ تعلیم اور کاروبار سے منسلک ہو گئے۔ اپنی کیمونٹی کے مفادات اور اپنی مذہبی شناخت کو قائم رکھنے کے لئے انہوں نے مساجد اور مختلف اسلامک سنٹر قائم کئے۔ ابتدائی طور پر یہ مسجدیں *Detroit* (ڈایٹرائٹ) *Philadaldhia* (فلاڈلفیا) *Chigago* (شکاگو) *New York* (نیویارک) میں قائم ہوئیں۔ تارکین وطن کی ایک اور بڑی لہر نے بیسویں صدی کی نصف دہائی کے قریب امریکہ کا رخ کیا۔ یہ لوگ زیادہ تر ہندوستان اور پاکستان سے تعلق

رکھتے ہیں۔ ان ملکوں کے علاوہ روس اور مشرقی یورپ سے بھی مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد یہاں پہنچی۔ ۱۹۸۰ء ۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں بے شمار پاکستانی اور عرب نوجوان اعلیٰ تعلیم کے حصول اور روزگار کے حصول کیلئے یہاں پہنچے اور یہیں کے ہو رہے' ان میں ڈاکٹرز اور انجینئرز بھی شامل ہیں جو ۷۰ کی دہائی میں یہاں آ کر آباد ہوئے۔ خمینی انقلاب کے بعد ایران سے بھی بہت سے مسلمان یہاں پہنچے اسی طرح مصر' ترکی' کویت' سعودی عرب' عراق' افغانستان' سوڈان' تیونس اور دوسرے افریقی ممالک سے بھی مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد یہاں پہنچ چکی ہے۔

مساجد اور اسلامک سنٹر

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے امریکہ میں مساجد اسلامک سنٹرز کی تعداد ۸۴۳ کے لگ بھگ ہے۔ مسجدیں زیادہ تر اپنی مدد آپ کے تحت کام کر رہی ہیں۔ جو افراد یہاں نماز پڑھتے ہیں وہ چندہ (Donation) دے کر اس کا انتظام و انصرام ایک امام کے سپرد کر دیتے ہیں' بعض مساجد میں مختلف مذاہب کے لوگوں سے علمی مکالمے کی روایت بھی موجود ہے۔

یہاں فلاڈلفیا کے قریبی مضافات اوربروک (Over Brook) کی مسجد "باوا محی الدین" کا تذکرہ کر دیا جائے تو غیر مناسب نہ ہوگا۔ باوا محی الدین مسجد میں نماز جمعہ کے بعد ملحقہ ہال میں باہم ملاقات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جہاں بعد نماز جمعہ کھانا بھی پیش کیا جاتا ہے۔ مسجد میں اگرچہ عورتوں کیلئے عبادت کی جگہ علیحدہ ہے تاہم اس بڑے ہال میں مرد و زن کی ایک دوسرے سے گفتگو پر کوئی پابندی نہیں۔ لوگ ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں اور اسلام سے متعلق لٹریچر فراہم کیا جاتا ہے۔ باوا محی الدین جو کہ سری لنکا سے یہاں آ کر آباد ہو گئے تھے ان کے ارشادات اور ملفوظات پر مبنی لٹریچر بھی یہاں تقسیم کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی مسلمان تبلیغی نقطۂ نگاہ سے کوئی تحریر طبع کرانا چاہے تو اس کے چھاپنے کا بھی مفت انتظام کیا گیا ہے۔ مساجد اور اسلامک سنٹرز میں سے ایک مثال ٹولیڈو' اوھاؤ (Toledo, Ohio) کی ہے۔ یہ مسجد ۱۹۵۴ء میں قائم ہوئی تھی اور اب تک انتہائی موثر ادارہ بن چکی ہے۔ واشنگٹن لاس انجلز اور ٹیکساس میں اب بڑی بڑی مسجدیں بنائی جا رہی ہیں۔ نارتھ کیرولینا کا اسلامک سنٹر افریقی مسلمانوں کے لیئے ایک مرکز فراہم کر رہا ہے۔

مساجد کی ایک فیڈریشن بھی قائم کی گئی ہے۔ جس کا نام

رکھا گیا ہے۔ اس کا صدر دفتر Federation Of Islamic Associations (FIA) ڈیٹرائٹ (Detroit) میں ہے۔

طلبہ تنظیم۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد جب مسلمان طلباء نے یہاں کی مختلف یونیورسٹیوں کا رخ کیا۔ تو انہوں نے آگے چل کر اپنی تنظیمیں قائم کر لیں۔ ان میں Muslim Student Association نہایت فعال تنظیم ہے۔

اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ (ISNA)

اس سوسائٹی نے مختلف تنظیموں کو منظم کر کے ایک گرانقدر خدمت سرانجام دی ہے۔ ان تنظیموں میں امریکن مسلم سوشل سائنٹسٹس، امریکن مسلم سائنٹسٹس، انجینئرز، اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن، نارتھ امریکن اسلامک ٹرسٹ، کینیڈین اسلامک ٹرسٹ، مسلم یوتھ آف نارتھ امریکہ، ملائشین اسلامک سٹڈی گروپ، امریکن مسلم مشن گروپ اور مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن شامل ہیں۔

اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ ان کو قانونی ہیئت فراہم کرتی ہے۔ ایک مجلس شوری بنائی گئی ہے ۔ جس کا کام قومی اور علاقائی سطح پر مسلمانوں کو مختلف معلومات بہم پہنچانا ہے۔ یہ جماعت یا سوسائٹی مختلف تنظیموں کو سیاسی طور پر بھی منظم کرتی ہے۔

امریکن مسلم کونسل واشنگٹن

اس کا صدر دفتر واشنگٹن میں واقع ہے جس کے موجودہ ڈائریکٹر عبدالرحمن العبودی ہیں جو مسلمانوں کے سیاسی شعور کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ جس طرح یہودی منظم ہو کر امریکی سیاسی (کانگرس اور سینٹ) پر چھا گئے ہیں اسی طرح مسلمان بھی فعال ہو کر ان اداروں میں اپنا اثر و رسوخ بڑھائیں اور پھر ایک دن امریکہ کے ایوانوں میں اسلام کا بول بالا ہو جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ چند اسلامی تنظیمیں ایسی بھی ہیں جو سیاسی مداخلت کی مخالفت کرتی ہیں لیکن یہ مخالفت برائے نام ہے۔

حال میں پاکستانی مسلم کیمونٹی نے بھی مشیگن میں ایک پاکستانی پولیٹیکل ایکشن کمیٹی تشکیل

دی ہے جو سیاسی طور پر مسلمانوں کو فعال بنا رہی ہے۔ فلاڈلفیا میں پاکستانی امریکن سوسائٹی بھی کم و بیش اسی قسم کا رجحان رکھتی ہے۔ اس قسم کی سوسائٹیوں کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ کیا پاکستانی اور دیگر مسلمانوں کو امریکن کلچر میں ضم کر دینا چاہیے۔ اس موضوع پر سیمینار اور فورم بھی منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ سیاسی طور پر عرب امریکن گروپس بھی متحرک ہیں جو فلسطین کے مسئلہ کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں اور طرح طرح کے طریقوں سے امریکن عوام پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ امریکہ اسرائیل کی غلط حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔

انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ (IIIT)

اسلامی علوم کے فروغ کے لئے ۱۹۸۱ء میں ایک انسٹی ٹیوٹ کا قیام عمل میں لایا گیا اس کا صدر دفتر ہرنڈن ورجینیا میں ہے۔ یہ ادارہ اپنا ایک ریسرچ جرنل نکالتا ہے جس کا نام "جرنل آف اسلامک سوشل سائنسز" ہے۔

اس ادارے کے ایک پروگرام میں دنیا سے آئے ہوئے مسلم اسکالرز سے رابطہ اور ان کے توسیعی خطبات کا اہتمام بھی ہے۔ یہ ادارہ امریکہ میں پرائمری سطح کی نصاب سازی پر خاصی نظر رکھتا ہے' اور جہاں کہیں اسلام سے متصادم کوئی چیز نظر آئے' اس کی نشاندہی کر کے ترمیم و اصلاح کیلئے کوشش کرتا ہے۔ اس کا تذکرہ Leslie Cook نے اپنے مختصر مضمون Islam in America میں کیا ہے۔

۱۹۹۲ء کے آخر میں اس ادارہ کے زیر اہتمام ایک عالیشان مسجد کا افتتاح ہوا ہے۔ ریاست ورجینیا کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے مسلمان' جمعہ اور عیدین کے مواقع پر یہاں جمع ہوتے ہیں۔ یہ ادارہ پورے امریکہ میں انتہائی مرکزی مقام رکھتا ہے۔ اس ادارے کے دفاتر پاکستان اور ملائشیا میں بھی قائم ہو چکے ہیں۔

افریقن ۔ امریکن مسلمان

امریکہ میں رہنے والے افریقی نسل کے بے شمار لوگ اسلام کو بطور مذہب کے قبول کر چکے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق ۱۸۸۶ء میں اسلام کو بطور ایک Symbol استعمال کیا گیا کہ کس طرح افریقی لوگوں کو اکٹھا کیا جا سکے یعنی ایک پلیٹ فارم پر لایا جا سکے۔ اس تحریک کے روح رواں Timothy Drew تھے۔ بعد ازاں انہوں نے اپنا نام Noble Drew Ali رکھا اور

۱۹۱۳ء میں ریاست نیو جرسی میں ایک Temple قائم کیا۔ اس Temple کا مقصد مظلوم لوگوں میں زندہ رہنے کا شعور پیدا کرنا تھا۔ ۱۹۲۹ء میں ولیس فرض محمد (Wallace F. Muhammad) نے ڈیٹرائٹ میں اس تحریک کو تقویت پہنچائی۔ فرض محمد کے بارے قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ترکی النسل تھا یا پھر ایرانی النسل؟

انہوں نے ایک تحریک شروع کی جس کا نام تھا:

"The Lost Found Nation of Islam in The Wilderness of North America

(شمالی امریکہ کے میدانوں میں اسلام کی گم شدہ قوم کی بازیابی) فرض محمد نے علی جاہ محمد کی قیادت کو تسلیم کیا اور انہیں "خدا کا پیغمبر" قرار دیا ان کا پیغام تھا کہ:

۱۔ سخت محنت کی جائے۔

۲۔ اپنے آپ کی عزت کی جائے۔

۳۔ انسان کو معاشی آزادی حاصل ہونی چاہئے۔

۴۔ اخلاقی طور پر انسان کو مضبوط اور فعال ہونا چاہئے۔

علی جاہ (عالیجاہ) محمد نے جو تنظیم متعارف کرائی اس کا نام تھا۔

اس تنظیم کی بے شمار تعلیمات اسلام کے عقائد سے مطابقت نہ رکھتی تھیں۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ "سفید فام لوگ شیطان ہیں' ایک افریقی مسلم کے لیئے ان تعلیمات کا پابند ہونا لازم تھا۔ Malcolmx نے اس تنظیم میں شمولیت حاصل کی۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کا دورہ کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ اسلام عجمی اور عربی اور کالے اور گورے میں کوئی تمیز نہیں رکھتا اور انسانی اخوت کا درس دیتا ہے تو انہوں نے اس تنظیم سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ۱۹۶۵ء میں Malcolmx کو قتل کر دیا گیا لیکن اس کی تعلیم و تبلیغ نے افریقن ۔ امریکن لوگوں کو صحیح اسلامی رخ پر ڈال دیا۔ علی جاہ محمد کا اپنا بیٹا وارث دین محمد بھی راہ راست پر آ گیا اور بعد ازاں ہزاروں بلکہ لاکھوں افریقن ۔ امریکن مسلمانوں کا لیڈر بن گیا۔ وارث دین محمد کے پاس جونہی اس تحریک کی قیادت آئی اس نے نسلی تعصب کا خاتمہ کیا۔ اس نے یہ اعلان بھی کیا کہ اس کے والد "پیغمبر اسلام" نہ تھے۔ اس تنظیم کا نام بدل کر اب (The American Bilalian Community) رکھا گیا۔ اب اس کا نام "امریکن مسلم مشن" کے طور پر سامنے آیا ہے۔

علی جاہ محمد کی تحریک کی اصل تعلیمات کو آگے چلانے میں لوئیس فرخان Louis Farkhan کا نام لیا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی تحریک کا نام "The Nation of Islam" رکھا۔ ان دو متوازی تنظیموں نے اگرچہ اپنے طور پر افریقی لوگوں کو زندہ رہنے کا درس اور امید دی لیکن اس سے لوگوں کے شبہات میں اضافہ ہوا اور وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حقیقتاً اسلام کیا ہے۔

فرخان کا پیغام یہ ہے کہ "کالوں پر سفید فام ظلم کرتے ہیں لہٰذا افریقن ۔ امریکن کا اپنا علیحدہ ملک ہونا چاہئے "The Nation of Islam" کے متوازی کچھ اور تنظیمیں بھی وجود میں آئی ہیں جن میں "دارالاسلام" اور "انصار اللہ" نمایاں ہیں۔

دارالاسلام تحریک نے اب تک ۲۰ مسجدیں قائم کی ہیں جو زیادہ تر نیویارک اور فلاڈلفیا کے علاقوں میں ہیں ۔ اس کا دائرہ کار کینیڈا میں بھی پھیل گیا ہے۔ امام یحیی عبدالکریم اس کے لیڈر ہیں جن کو "امیر المومنین" کا خطاب بھی دیا گیا ہے۔ اس تنظیم کے پیروکار نہایت منظم ہیں۔ اپنی کمیونٹی کی خدمت کے لیئے مختلف ادارے بھی انہوں نے قائم کر رکھے ہیں۔

انصار اللہ کی سربراہی ان دنوں امام عیسی نامی شخص کے حصہ میں آئی ہوئی ہے۔ اس ادارے کے قیام کا مقصد بلیک نیشنلزم اور اسلام کو ایک نظر سے دیکھنا ہے۔ مصر اور سوڈان کی پرانی تہذیب کی یہ داعی قرآن کی طرح بائبل کے متن کو بھی مستند تسلیم کرتے ہیں۔ امام عیسی کا ایک یہ بھی خیال ہے کہ اس تنظیم کو اسلام سے ایک جداگانہ تشخص حاصل ہو جائے۔ انہوں نے اب "Nubian Islamic Hebrew Association" کے نام سے تحریک چلانے کا خیال ظاہر کیا ہے۔

قید خانہ جات:۔

کالے امریکیوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے میں دیگر اسباب میں سے جیلیں بھی ایک سبب ہیں اکثر کالے امریکی جرائم میں ملوث ہونے کے سبب قید کر لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ مسلم مشن قید خانوں میں اپنی تبلیغی مساعی سے ان کو اسلام کی طرف متوجہ کرتے ہیں، تصور توبہ ان کو اسلام سے قریب تر لانے والے عوامل میں سے خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔

صوفی ازم

مادہ پرستی کے سبب امریکن روحانی آسودگی کے متلاشی ہیں۔ اس ضمن میں متصوفانہ تعلیمات ان کیلئے خصوصی کشش رکھتی ہے۔ اس سلسلہ میں باوا محی الدین کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ باوا محی الدین ۱۹۷۱ء میں امریکہ آئے۔ انہوں نے لوگوں کو بہت متاثر کیا۔ فلاڈلفیا میں ان کا قیام نہایت ہی سود مند ثابت ہوا۔ لوگوں سے بالمشافہ ملاقاتیں کر کے انہوں نے سب سے پہلے اس بات پر زور دیا کہ "اپنے اللہ کو ہر وقت یاد رکھو اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں "ان بنیادی تعلیمات کے بعد آہستہ آہستہ لوگوں کو" خاموش ذکر" کی طرف راغب کیا گیا۔ آہستہ آہستہ انہیں وضو کرنا سکھایا گیا۔ اللہ تعالی کے ۹۹ صفاتی ناموں کا ذکر کرایا گیا' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کا تذکرہ اور چند قرآنی آیات کی تعلیم دی گئی۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے فرمودات سکھائے گئے۔ باوا محی الدین نے صبر' حوصلہ' بردباری اور اتحاد کی تعلیم کو عام کیا۔ ان تعلیمات نے بے شمار لوگوں کو باوا محی الدین کے قدموں میں لاکھڑا کیا۔ بنیادی طور پر ان تعلیمات کا مقصد محض وعظ و تلقین لگتا تھا۔ لیکن آج یہ تعلیمات اسلام کے نام پر لوگوں میں مروج ہو گئی ہیں۔

آج کل باوا محی الدین کے خطبات کے نام سے پمفلٹ شائع کئے جا رہے ہیں۔ باوا محی الدین کا مزار ہندوستان اور پاکستان میں مزاروں کی طرح مرجع خلائق ہے۔ اس طرح امریکہ میں ایک روائتی صوفی ازم کی بنیاد پڑ چکی ہے۔

سفید فام مسلمان

اب تک ۴۰ سے ۸۰ ہزار تک امریکی' مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان میں خصوصاً وہ عورتیں شامل ہیں جنھوں نے مسلمانوں سے شادی کی ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں ان میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جو اسلام میں عورت کی حیثیت اور اہمیت سے متاثر ہیں۔